کتاب ”تذکرۂ علمائے ہندوستان“ کا تنقیدی جائزہ

29مارچ2019

پیشکش:ابو احمد محمد انس رضا قادری

کچھ عرصہ پہلے ایک کتاب بنام ”تذکرۂ علمائے ہندوستان“ شائع ہوئی۔ یہ کتاب سید محمد حسین بدایونی(المتوفی1918ء) نے لکھی تھی،لیکن وہ ایک مسودہ کی شکل میں تھی،ڈاکٹر خوشتر نورانی نے اسی مسودے پرPHD کا مقالہ لکھ کر سند حاصل کی اور بعد میں اس مقالہ کو چھاپ دیا۔اس کتاب کے منظر عام پر آتے ہیں علمائے اہل سنت کی طرف سے شدید رد عمل سامنے آیا۔سب سے پہلا اعتراض یہ ہوا کہ اس کتاب میں قادیانیوں کو بھی علماء کرام میں شامل کر لیا گیا ہے۔پھر کئی احباب نے جتنی کتاب پڑھی اسی حساب سے اپنے اعتراضات تحریری شکل میں سوشل میڈیا پر وائرل کیے۔

اس کتاب کے مصنف محمد حسین بدایونی کے حوالے سے کلام کیا جائے تو یہ اہل سنت کی معتبر شخصیت نہیں بلکہ صلح کلی لگتا ہے کیونکہ کثیر سنی علماء کی سیرت میں اس نے لکھا کہ وہ رد بدمذہب کرتے تھے،لیکن خود انہوں نے بدمذہبوں کا رد نہیں کیا بلکہ ان کی تعریفات ہی کیں۔

اس کتاب کو چھاپنے اور اس پر حاشیہ لگانے والے خوشتر نورانی صاحب ہیں،جن کی نسبت فخر اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے۔خوشتر نورانی صاحب نے اس کتاب کے دفاع میں علمائے اہل سنت کے اعتراضات کے جوابات دینے کی کوشش کی لیکن علمی طور پر ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ایک دو اور شخصیات نے بھی اس کتاب کو پاک و صاف کرنے کی اور اعتراضات کرنے والے کو جاہل ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ آج کل سیکولر اور لبرل لوگوں کی طرح صلح کلی افراد میں بھی یہ وبا عام ہے کہ یہ خود کو آزاد سمجھ کر ہر طرح کی جائز و ناجائز باتیں کرتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ اتحاد و امن کے داعی،شدت پسندی کے مخالف ہیں،لیکن جب علمائے حق ان کے افعال کی شرعی گرفت کرتے ہیں تو فورا اپنے دعوے بھول کر ان پر شدت پسند،قدامت پسند اور تکفیری مولوی کے الزامات لگانا شروع ہو جاتے ہیں۔

اس کتاب کو چھاپنے والے ناشر مقصود قادری جو پاکستان میں رہتے ہیں،بعض حضرات کی طرف سے یہ خبر ملی ہے کہ اگر دلائل کے ساتھ ان کو سمجھایا جائے تو امید ہے کہ یہ اپنی غلطی تسلیم کر لیں گے۔مقصود بھائی سے جب اس حوالے سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے ملنے سے تو انکار کر دیا لیکن اتنا کہہ دیا کہ آپ اس کتاب پر جو شرعی حکم بنتا ہے وہ لکھ دیں۔

ان حالات میں راقم نے مناسب سمجھا کہ اس کتاب کا مکمل مطالعہ کر کے جو شرعی اغلاط ہیں وہ علمائے کرام اور عوام الناس کے سامنے پیش کی جائیں اور خوشتر نورانی صاحب اور مقصود بھائی سے درخواست کی جائے کہ آپ اس تحریر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے شرعی نقطہ نظر سے غور و فکر کریں اور اپنے عمل سے رجوع کریں۔

اس کتاب میں کئی قباحتیں ہیں۔جن میں سے چار قباحتیں مندرجہ ذیل ہیں:

(1)اس کتاب کو بغور پڑھنے کی بجائے سرسری بھی پڑھا جائے تو جگہ جگہ اس میں صلح کلیت نظر آتی ہے۔وہی صلح کلی مولویوں والا انداز کہ

غیروں کے ساتھ میٹھے اور اپنوں کو نظر انداز کرنا۔ چاندپوری اور عبد الحی رائے بریلی (صاحب نزہۃ الخواطر) جیسے لوگ جنھوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمن اور سنیت کے خلاف لکھا، ان لوگوں کا ذکر بھی مصنف اور محشی نے بڑے احترام سے کیا ہے۔

(2) کتاب کا نام "تذکرہ علمائے ہندوستان" رکھا، یہ نام ایسا ہے کہ قاری اسے پڑھ کر یہی تصور جماتا ہے کہ اس میں صحیح العقیدہ علمائے کرام کی سیرت بیان ہوگی جنھوں نے ملک و قوم کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا، لیکن اس کتاب میں مرتدین کو اہل علم کے طور پر پیش کیا گیا۔

(3) گمراہ اور مرتدین کا ذکر خوب تعریفی اور تعظیمی کلمات کے ساتھ کیا۔

(4) گمراہ اور مرتدین کے حالات زندگی صحیح طرح بیان نہ کیے بلکہ تصویر کا فقط ایک رخ دکھایا کہ وہ کس قدر علمی قابلیت کے حامل تھے۔ یہ واضح نہ کیا کہ ان کے باطل عقیدے کیا تھے اور انہوں نے اپنے ان باطل عقیدوں کی ترویج کے لیے کیسے کیسے فتنے بھرپا کیے۔ حالانکہ مصنف اور محشی اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کے عقائد کیا تھے؟۔ لیکن اس اہم بات سے صرفِ نظر کیا گیا۔ اس کا نقصان یہ ہوا کہ گمراہ فرقوں کے لوگوں کے ہاتھ میں ایک تحریری سند دی کہ اہل سنت کے پلیٹ فارم سے ان کے مولویوں کی تعظیم و تعریف کی گئی ہے۔ مصنف نے مرزا غلام احمد قادیانی کا ذکر اس طور پر کیا کہ وہ عیسائی اور دیگر اسلام مخالفین سے مناظرے کرتا رہا۔ جسے پڑھ کر قاری یہ سمجھے گا کہ مرزا نے دین اسلام کی خدمت کی ہے۔ اس کے دعویٰ مجدد، مہدی اور نبی کو صحیح طرح ذکر ہی نہیں کیا فقط اتنا کہا کہ "آخر پر نزول وحی کے مدعی ہوئے "خوشتر نورانی نے حاشیہ میں لکھا: "مرزا صاحب کے مذکورہ دعوے کے پیش نظر **جمہور علمائے اسلام نے اس گروہ کو کافر قرار دیا ہے۔**" (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ688، دارالنعمان پبلیشرز)

یہاں لفظ "جمہور" عجیب ہے کہ اس کا متبادل یہ بنتا ہے کہ بعض علما اس کی تکفیر کے قائل نہ تھے۔

قادیانیوں کے خلیفہ اول نورالدین قادیانی کو مرتد نہ کہا بلکہ اس کے نام کے ساتھ مولانا لکھا اور کہا: "**حکیم خلیفہ نور الدین مرزائی، آپ شاگرد اور مرید و خلیفہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ہیں، گویا مرزا صاحب کے خاص دست راست ہیں۔**"

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ394، دارالنعمان پبلیشرز)

نورالدین قادیانی کے متعلق خوشتر نورانی کا حاشیہ ملاحظہ ہو: "**مرزا صاحب کی اس دنیا سے رخصتی کے بعد** ۲۷ مئی کو **مولانا** نورالدین کو متفقہ طور پر پہلا خلیفہ منتخب کیا گیا۔۔۔ **مولانا کے عہد میں اس فرقے نے کافی ترقی کی**، نئے اخبارات کا اجرا ہوا، تصانیف کا شعبہ قائم ہوا اور درجنوں تصانیف لکھی گئیں، بڑے پیمانے پر لائبریری قائم کی گئی اور انگریزی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ہوا، نیز لندن میں پہلا احمدیہ مشن قائم ہوا۔ مولانا نے ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ کو قادیان، ضلع گورداس پور میں **اس دار فانی سے کوچ کیا۔**"

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 821، دارالنعمان پبلیشرز)

کتاب "تذکرہ علمائے ہندوستان" کی تائید کرنے والوں کے دلائل

خوشتر نورانی اور اس کتاب کی تائید کرنے والوں پر جب تنقید کی گئی تو انہوں نے اپنے دفاع میں دو مغالطے دینے کی کوشش کی

(1) اہل حق و باطل سب کے ناموں کے ساتھ لفظ "مولانا" لکھنا "تذکرہ علمائے ہندوستان" ہی میں نہیں بلکہ اور بھی کئی اہل سنت کی مستند شخصیات کی کتب میں پایا جاتا ہے۔

(2) تاریخ لکھنے کا یہ انداز ہوتا ہے کہ ہر ایک کے متعلق مواد پیش کر دیا جائے اگرچہ اس کے نظریات جیسے بھی ہوں۔

پہلے مغالطے کا جواب:

پہلے مغالطے کا جواب یہ ہے کہ اعتراض یہ نہیں کہ گمراہ مولویوں کے ساتھ مولانا لکھنا مطلقا حرام ہے کیونکہ لفظ مولوی یا مولانا عرفی طور پر بطور حکایت گمراہوں کے ساتھ لکھ دیا جاتا ہے جس میں تعظیم مقصود نہیں ہوتی۔ اصل اعتراض یہ ہے کہ ایک کتاب علمائے ہندوستان کے عنوان سے لکھ کر اس کے اندر نہ صرف گمراہ و مرتد مولویوں کا ذکر کیا گیا بلکہ ان کے ساتھ تعظیمی کلمات لکھے گئے ہیں جیسے "حضرت"، "ولادت باسعادت"، مرحوم، زید اللہ برکاتہ وغیرہ۔ نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اہل سنت کے علماء سے زیادہ بدمذہبوں کے ساتھ لکھا دیکھا گیا۔ ایک بندہ اگر صوفیائے ہندوستان نامی کتاب لکھ کر جعلی پیروں کا بھی اس میں تعظیمی کلمات کے ساتھ ذکر کرے تو یقینا اس کے اس فعل کی مذمت کی جائے گی۔ یونہی اگر کوئی ایک کتاب بنام "حکماء عرب" لکھے جس میں ابو جہل کا بھی بطور "حکیم" ذکر کرے تو یہی کہا جائے گا کہ مصنف نے کافروں کے سردار، دشمن رسول کو عزت دی۔

کتاب کے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

سید احمد مجاہد بریلوی کے متعلق لکھا: "سید احمد مجاہد رائے بریلوی **رحمۃ اللہ علیہ وبرد اللہ مضجعہ** اگرچہ بظاہر یہ ذات ملکی صفات، زمرہ علمائے کرام میں شامل نہیں ہے، مگر بباطن اس زمرے کے **علما کے باعث افتخار ہیں**۔۔۔ بعزم جہاد فی سبیل اللہ ہجرت فرمائی اور 24 ذی قعدہ 1246 ہجری کو متصل بالاکوٹ، واقع ملک پنجاب، **شربت شہادت نوش فرمایا۔**" (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 103، دار النعمان پبلیشرز)

اسماعیل دہلوی کا ذکر کئی مقامات پر جب کیا تو اس کے ساتھ شہید لکھا اور ایک جگہ لکھا: "مولوی اسماعیل **شہید مرحوم** دہلوی" (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 303، دار النعمان پبلیشرز)

مصنف نے اسماعیل دہلوی کے زندگی پر جب لکھا تو تعریف زیادہ اور تنقید کم کی، کچھ جملے ملاحظہ ہوں: "**حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید** دہلوی۔۔۔ اپنے خاندانی علما و اساتذہ سے تحصیلِ علوم و تکسیبِ فنون، بوجہ اتم و اکمل کی۔۔۔۔ پیر و مرشد کے اوصاف ظاہری و باطنی اور محامد و مناقب میں کتاب "صراط مستقیم" بزبان فارسی لکھی۔ اہل اسلام میں تفرقہ ڈالا۔۔۔ پنجاب میں متصل بالاکوٹ۔۔۔ **شربت شہادت نوش فرمایا۔**"

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 333، دار النعمان پبلیشرز)

یہاں اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کا بالکل ذکر نہ کیا اور صراط مستقیم کو بھی مرشد کے اوصاف ظاہری و باطنی قرار دے دیا۔ حاشیہ میں خوشتر نورانی نے بھی کچھ زیادہ واضح کھل کر اسماعیل دہلوی کے فتنوں کا ذکر نہ کیا۔

پاک وہند کا کونسا عالم ہو گا جو "حسام الحرمین" کے متعلق نہ جانتا ہو۔ مصنف اور محشی دونوں نے حسام الحرمین کو نہ صرف نظر انداز کیا بلکہ دیابنہ اربعہ کی خوب تعریف و تعظیم کی۔ قاسم نانوتوی کے متعلق لکھا: "**حضرت** مولانا محمد قاسم نانوتوی"

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 241، دارالنعمان پبلیشرز)

ایک جگہ لکھا: "مولانا محمد قاسم نانوتوی **مرحوم** کے شاگرد رشید ہیں۔" (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 364، دارالنعمان پبلیشرز)

مصنف نے جب قاسم نانوتوی کے متعلق لکھا تو اس میں اس کی کتاب "تحذیر الناس" اور اس سے ہونے والے جھگڑوں کا بالکل ذکر نہ کیا، بلکہ قاسم نانوتوی کی تعریفات سے کلام شروع کیا اور عیسائی پادری اور پنڈت سے مناظرے کے ذکر پر بات ختم کر دی۔ ملاحظہ ہو "مولانا محمد قاسم نانوتوی۔۔۔ **علامہ عصر، فہامہ دہر، فاضل تبحر، مباحث و مناظر، خوش تقریر، محرر بے نظیر، معقولات کے شیدائی تھے۔ عہد طفلی سے ہی ذہین و فطین، طباع، بلند ہمت، وسیع حوصلہ، جفاکش اور جری تھے۔** خوشنویسی کا بچپن سے ہی شوق تھا۔ تحریر نظم کا حوصلہ بڑھا ہوا تھا۔۔۔ مولانا حاجی شاہ امداد اللہ کے مرید و خلیفہ ہو کر فیوض ظاہری و باطنی سے بہرہ اندوز ہوئے۔ شاہ صاحب اکثر فرمایا کرتے کہ محمد قاسم کو خداوند عالم نے میری زبان بنایا تھا۔۔۔"

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 356، دارالنعمان پبلیشرز)

اشرف علی تھانوی کے متعلق لکھا: "حاجی، حافظ، قاری، مولوی اشرف علی تھانوی ابن شیخ عبد الحق صاحب، **ولادت باسعادت** آپ کی۔۔ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہوئی۔۔۔ اس **ذات منبع البرکات، جامع الحسنات** کی تصانیف یہ ہیں۔"

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 108، دارالنعمان پبلیشرز)

حسن عسکری فتح پوری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا: "کتب صحاح، اول سے آخر تک **حضرت** مولانا رشید احمد گنگوہی سے تمام ہوئیں۔"

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 146، دارالنعمان پبلیشرز)

رشید گنگوہی کے متعلق لکھا: "مولوی، **عالم، فاضل، استاذ الاساتذہ**، رشید احمد محدث حنفی گنگوہی کے **فضل و کمالات کا عام طور پر تمام میں شہرہ ہے۔ اکثر علما کو آپ کی شاگردی کا فخر ہے۔**" (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 167، دارالنعمان پبلیشرز)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب کے مریدوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: "**خلفائے راشدین: مولوی رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی۔۔۔ حضرت مولوی حاجی اشرف علی تھانوی۔۔۔ زاد اللہ برکاتہم سرا و علانیہ۔**"

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 117، دارالنعمان پبلیشرز)

ایک جگہ مصنف نے لکھا اور محشی نے اس کا ترجمہ یوں کیا: "جو بھی اس فقیر سے محبت و عقیدت اور ارادت رکھتے ہیں ان میں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی جملہ کمالات ظاہری و باطنی کے جامع ہیں۔ یہ حضرات فقیر سے اپنے آپ کو مدارج و کمالات میں کم شمار کرتے ہیں جب کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ یہ حضرات میری اور میں ان کی جگہ پر ہوں اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھتا ہوں۔ ایسے حضرات اس زمانے میں نایاب بلکہ کمیاب ہیں۔ ان کی صحبت و خدمت سے فیض اٹھانا چاہیے۔" (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ 788، دارالنعمان پبلیشرز)

ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھا: "**ولادت باسعادت اس نیک ذات ستودہ صفات**"
(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ134، دارالنعمان پبلیشرز)

صدیق حسن بھوپالی کے متعلق لکھا: "**ماشاءاللہ جیسے نور علم سے سیرت منور تھی، اسی طرح ظاہری خوبصورتی میں بھی لاجواب تھے۔**"
(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ194، دارالنعمان پبلیشرز)

نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھا: "حافظ سید نذیر حسین سورج گڑھی دہلوی **زید اللہ فیوضہ**۔۔۔یہ **ذات ستودہ صفات**۔۔۔**جلوہ گر** ہوئی۔۔۔ شیخ المحدثین و رئیس المفسرین میں شمار ہے۔ نامی گرامی علما کو اس ذات بابرکات کی شاگردی کا فخر ہے۔"
(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ382، دارالنعمان پبلیشرز)

محمد ابراہیم آروی کے متعلق لکھا ہے: "مولوی محمد ابراہیم **زید اللہ فیوضہ** ابن مولوی حکیم شیخ عبد العلی آروی (ضلع شاہ آباد)، آپ عامل بالحدیث غیر مقلد ہیں، **خیالات آپ کے ہر وقت اصلاح قوم و بہبودی پر ہیں**۔ مدرسہ احمدیہ آرہ آپ کے ہی **فیوض کا سرچشمہ** ہے۔"
(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ88، دارالنعمان پبلیشرز)

عبد الحی رائے بریلی دیوبندی جس نے نزہۃ الخواطر، جلد8، صفحہ 1181 میں **امام احمد رضا خان کے متعلق خوب بغض کا اظہار کیا** چنانچہ لکھا "كان متشدداً في المسائل الفقهية والكلامية، متوسعاً مسارعاً في التكفير، قد حمل لواء التكفير والتفريق في الديار الهندية۔۔۔وكان لا يتسامح ولا يسمح بتأويل في كفر ومن لا يوافقه على عقيدته۔۔۔ثم انصرف إلى تكفير علماء ديو بند، كالإمام محمد قاسم النانوتوي والعلامة رشيد أحمد الكنكوهي والشيخ خليل أحمد السهارنفوري ومولانا أشرف علي التهانوي ومن والاهم، ونسب إليهم عقائد، هم منها برآؤ، ونص على كفرهم وأخذ على ذلك توثيقات علماء الحرمين الذين لا يعرفون الحقيقة" اس عبد الحی کے **متعلق** مصنف محمد حسین بدایونی نے لکھا: "**اس ذات ستودہ صفات کی ولادت باسعادت**۔۔۔ **تصانیف آپ کی مفید ثابت ہوئی ہیں۔**" (تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ222، دارالنعمان پبلیشرز)

خوشتر نورانی نے نزہۃ الخواطر میں موجود امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے تعارف کا حوالہ دیا لیکن ایک جملہ بھی عبد الحی کی تردید میں نہ لکھ سکے۔ اپنے مسلک کے ساتھ وفاداری ہوتی تو ایسا نہ ہوتا۔

سرسید احمد خاں کا کثیر مقامات پر جب تذکرہ کیا تو اسے **"نجم الہند"** کہا۔ اس کا تعارف کچھ یوں پیش کیا: "**نجم الہند** سید احمد دہلوی ثم علی گڑھی، ابن سید محمد متقی ابن سید محمد ہادی 17 اکتوبر 1817ء کو آپ کی **ولادت باسعادت** ہوئی۔۔۔ **عالم، عاقل، مدبر، منتظم بالخصوص مسلمانوں کے ہمدرد و خیر خواہ مونس و جاں نثار تھے**۔۔۔ اس میں بڑا بھاری اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا سید صاحب نے اپنے خیالات سے (جو زمانے کی رفتار پر بہ نیت بہبودی و ترقی قوم کی خاطر تھے) توبہ کی یا نہیں، لیکن میری تحقیقات سے یہی امر بخوبی پایہ ثبوت کو پہنچا ہے کہ آپ نے بصدق دل بگریہ وزاری توبہ کی اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بآواز بلند پڑھا۔۔۔ اکثر ضروریات دین کے منکر تھے اور اسی باعث تفسیر بالرائے لکھی جس سے آخر میں تائب ہوئے، خدا ان کی توبہ قبول کرے۔" (تذکرۂ علمائے ہندوستان، صفحہ95،93، دارالنعمان پبلیشرز)

یہاں مصنف نے عجیب وغریب انداز میں سرسید کو پاک وصاف کرنے کی کوشش کی ہے۔ سب سے پہلے تو یہ اپنے پاس سے بات کہہ دی کہ سرسید کے جو بھی باطل عقائد تھے وہ قوم کی ترقی کی خاطر تھے۔ کیا نیچریت میں قوم کی ترقی ہے، جنت اور حوروں کا مذاق اڑانے، معجزات کا انکار کرنے میں کونسی قوم کی بہتری ہے؟ مزید اپنے طور پر کہہ دیا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے توبہ کرلی تھی، لیکن یہ واضح نہیں کیا کہ وہ ثبوت کیا تھا، مصنف کی خود اپنی حیثیت مستند نہیں تو کیسے ایک نیچری شخص کے متعلق مان لیں کہ اس نے توبہ کرلی ہوگی۔ اس طرح تو کسی بھی گمراہ و مرتد کے بارے میں کوئی مصنف ایسا لکھ دے تو کیا ہمیں ماننا ہوگا؟

یہ چند حوالے قارئین کے سامنے پیش کیے ہیں جسے پڑھ کر ہر ذی شعور صحیح العقیدہ شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح بدمذہبوں اور مرتدین کی تعظیم وتعریف کی گئی ہے۔ **شرعی طور بدمذہب کی تعظیم حرام اور اس کی گمراہی کو چھپانا دوسرا حرام فعل ہے، جو اس کتاب میں کیا گیا ہے۔** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "من سلم علی صاحب بدعۃ اولقیہ بالبشر اواستقبلہ بما یسرہ فقد استخف بما انزل علی محمد" ترجمہ: جو کسی بدمذہب کو سلام کرے یا اس سے بکشادہ پیشانی ملے یا اس کا ایسا استقبال کرے جس سے وہ خوش ہو تو اس نے اس چیز کو ہلکا سمجھا جو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر نازل کی گئی۔

(تاریخ بغداد، ترجمہ عبدالرحمن ابن عوف، جلد10، صفحہ264، دارالفکر، بیروت، ماخوذ از فتاوی رضویہ، جلد21، صفحہ190)

ایک حدیث میں ہے "من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام" ترجمہ: جس نے کسی بدعتی وبدمذہب آدمی کی تعظیم کی اس نے بلاشبہ اسلام کے گرانے (مٹانے) پر امداد کی۔

(المعجم الاوسط، باب المیم من اسمہ: محمد، جلد7، صفحہ35، حدیث6772، دارالحرمین، القاھرۃ)

شعب الایمان کی حدیث پاک ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلک العرش" ترجمہ: جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔

(شعب الایمان باب فی حفظ اللسان، جلد6، صفحہ511، حدیث4544، مکتبۃ الرشد، الریاض)

فاسق وفاجر، گمرو مرتدین کی تردید وتوہین تاحدِ مقدور فرض ہے۔ حدیث شریف میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس" ترجمہ: کیا تم فاجر کے ذکر سے گھبراتے ہو، لوگ کب اسے جانیں گے؟ فاجر کے فجور کا ذکر کروتاکہ لوگ اس سے محفوظ رہیں۔

(تاریخ بغداد، جارود بن یزید أبو الضحاک النیسابوري، جلد8، صفحہ194، حدیث2380، دار الغرب الإسلامي، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے سوال ہوا کہ کافر، مرتد، مبتدع، بدمذہب اور فاسق کو ابتداء سلام کہنا یا ان سے خندہ پیشانی سے پیش آنا، ہنسنا بولنا، ایسی دوستی رکھنا جیسے دنیادار ہنسنے بولنے کے لئے رکھتے ہیں اس سلسلہ میں انہیں تحائف روانہ کرنا یا ان کی ایسی تعظیم کرنا کہ وہ آئیں تو کھڑے ہوگئے یا تحریراً تقریراً انہیں عنایت فرمایا کریم، مشفق مہربان، یا جناب صاحب لکھنا وغیرہ جائز ہے کہ نہیں؟ خلاصہ یہ کہ ایسے لوگوں

سے ایسا برتاؤ کرنا جس سے وہ خوش ہوں یا اس میں اپنی تعظیم جانیں اگرچہ فاعل (کرنے والے) کی نیت اس تعظیم یا خوش کرنے کی ہو یا نہ ہو، کیسا ہے ؟(مختصراً)

اس سوال کے جواب میں امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:"ان لوگوں کو بے ضرورت و مجبوری ابتداء سلام حرام اور بلاوجہ شرعی ان سے مخالطت اور ظاہری ملاطفت بھی حرام، قرآن عظیم میں قعود معھم (یعنی ان کے پاس بیٹھنے) سے نہی صریح موجود اور حدیث میں بخندہ پیشانی ملنے پر قلب سے نور ایمان نکل جانے کی وعید، افعال تعظیمی مثل قیام (کھڑا ہونا) تو اور سخت تر ہیں، یوہیں کلمات مدح (یعنی تعریفی کلمات کہنا)۔ حدیث میں ہے: اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتزلہ عرش الرحمن (جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ عزوجل غضب فرماتا ہے اور رحمن عزوجل کا عرش ہل جاتا ہے)....باقی دنیوی مراسم جن میں تعظیم و اختلاط نہ ہو ان میں فاسق کا حکم آسان ہے، مصالح دینیہ پر نظر کی جائے گی **اور مرتد و مبتدع سے بالکل ممانعت اور ضرورات شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ۔"** (احکام شریعت، صفحہ324، نظامیہ کتاب گھر، لاہور)

علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ مبتدع تو مبتدع، فاسق بھی شرعاواجب الاہانت ہے اور اس کی تعظیم ناجائز ہے، چنانچہ علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں "الفاسق العالم تجب اھانتہ شرعا فلا یعظم "ترجمہ: فاسق عالم کی شرعا توہین ضروری ہے اس لیے اس کی تعظیم نہ کی جائے۔ (مراقی الفلاح، فصل فی بیان الاحق بالامامۃ، صفحہ115، المکتبۃ العصریۃ)

امام علامہ فخر الدین زیلعی تبیین الحقائق، پھر علامہ سید ابوالسعود ازہری فتح المعین، پھر علامہ سید احمد مصری حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں "قد وجب علیھم اھانتہ شرعا "ترجمہ: ان پر اس کی اہانت شرعا ضروری ہے۔

(طحطاوی علی الدر المختار، باب الامامۃ، جلد1، صفحہ243، دار المعرفۃ، بیروت)

علامہ محقق سعد الملۃ والدین تفتازانی مقاصد و شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:" حکم المبتدع البغض والعداوۃ والاعراض عنہ والاھانۃ والطعن واللعن "ترجمہ: بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں، روگردانی کریں، اس کی تذلیل و تحقیر بجالائیں۔ اس سے لعن طعن کے ساتھ پیش آئیں۔ (شرح مقاصد، المبحث الثامن، حکم المومن، جلد2، صفحہ270، دار المعارف النعمانیہ، لاہور)

دوسرے مغالطے کا جواب

یہ کہنا کہ تاریخ اسی طرح لکھی جاتی ہے، یہ بات بھی شرعا اور تاریخی اعتبار سے درست نہیں۔ تاریخ و تراجم لکھنے کا اصل مقصد و فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہر شخصیت کے متعلق لوگوں کو صحیح معلومات فراہم کی جائے کہ اصلاح امت میں اس کا کردار منفی تھا یا مثبت، تا کہ عوام الناس کو حق و باطل کی تمیز ہو سکے۔ کمال بات یہ ہے کہ "تذکرۂ علمائے ہندوستان" کے مقدمہ میں یہی بات خوشتر نورانی صاحب نے مصنف محمد حسین بدایونی کے حوالے سے نقل کی ہے چنانچہ لکھا:"تاریخ ہی ایسی چیز ہے، جس سے عبرت انگیز اور فرحت آمیز حادثات وواقعات کا علم ہوتا ہے، زمانے کے نشیب و فراز سمجھ آتا

ہے، حق و باطل میں تمیز کرنے کا مادہ پیدا ہوتا ہے، تجربہ حاصل ہوتا ہے، ترغیب و ترہیب اس سے بخوبی حاصل ہوتی ہے۔ قدرت کے عجائبات و غرائبات کے مشاہدے سے قادر مطلق کی قدرت سے عارف باللہ ہونے کا عمدہ ذریعہ ہے۔ نیک وبد کاموں کے نتائج جانے جاتے ہیں۔"

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ68، دارالنعمان پبلیشرز)

اگر قصداً گمراہ و مرتدین کی خباثتوں کو ذکر نہ کیا بلکہ ان کو اس انداز سے پیش کیا کہ وہ بہت علامہ و فہامہ اور دین کے خدمتگار تھے تو یہ مصنف کی خیانت ہے جس کا اعتراف خود سید محمد حسین نے کیا ہے چنانچہ لکھا ہے:" تاریخی حالات، تحقیقی راست، بلا کم و کاست، من و عن لکھنا مؤرخ کا فرض منصبی ہے۔"

(تذکرہ علمائے ہندوستان، صفحہ76، درالنعمان پبلیشرز)

اسلاف نے جو تاریخ و سیرت اور تراجم کی کتابیں لکھی ہیں ان میں جابجا ایسے جزئیات موجود ہیں جن میں واضح طور پر گمراہ و مرتدین کے عقائد و نظریات کی نشاندہی کر کے ان کی تردید کی ہے اور ان لوگوں کے متعلق سخت کلمات کہے ہیں تاکہ لوگ ان کے فتنوں سے آگاہ ہو سکیں۔ اگر تاریخ و تراجم لکھنے والے پچھلے لوگ محمد حسین بدایونی اور خوشتر نورانی صاحب جیسے ہوتے تو آج امت محمدیہ کو یہ نہ معلوم ہوتا کہ ابو جہل دشمن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا، کیونکہ انہوں نے ابو جہل کی بہادری اور سرداری کو ذکر کر کے اسے عظیم شخصیت ثابت کر دینا تھا۔ یونہی تراجم کی کتب لکھتے تو تمام راویوں کو عادل ثابت کر دیتے کہ کسی کے فسق وغیرہ کو ذکر ہی نہ کرتے فقط اس کی تعریفیں ہی کر دیتے۔

چند حوالے تاریخ و تراجم کی کتب سے پیش خدمت ہیں کہ انہوں نے گمراہ و مرتدین کا ذکر اپنی کتابوں میں کیسے کیا؟

بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب میں عمر بن احمد بن ھبۃ اللہ (المتوفی660ھ) نے لکھا"اسحاق الذي تنسب اليه الاسحاقية من النصارى: **رجل لعين**، ممن غير دين المسيح عليه السلام عند ظهور الشعوب واختلافهم، ظهر بعد مرسواري اللعين الذي ادعى ان المسيح رب العالمين"

(بغية الطلب في تاريخ حلب، جلد3، صفحہ1548، دارالفكر، بيروت)

تاریخ الِاسلام وَوَفیات المشاهیر وَالأعلام میں شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (المتوفی748ھ) لکھتے ہیں"عطاء المقنع **شيخ لعين**، خرساني، كان يعرف السحر والسيمياء، فربط الناس بالخوارق والمغيبات، وادعى الربوبية من طريق المناسخة"

(تاريخ الإسلام وَوَفيات المشاهير وَالأعلام، جلد4، صفحہ458، دار الغرب الإسلامي)

البدایۃ والنھایۃ میں ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی (المتوفی774ھ) نے لکھا"قال أبو شامة: في سنة سبع وخمسين وستمائة مات شخص **زنديق** يتعاطى الفلسفة والنظر في علم الأوائل، وكان يسكن مدارس المسلمين، وقد أفسد عقائد جماعة من الشبان المشتغلين فيما بلغني، وكان أبوه يزعم أنه من تلامذة ابن خطيب الري الرازي صاحب المصنفات. حية ولد حية"

(البداية والنهاية، جلد13، صفحہ218، دار الفكر، بيروت)

تاریخ ابن خلدون میں عبد الرحمن بن محمد ابن خلدون (المتوفی808ھ) نے لکھا"كان ماني الثنويّ **الزنديق**"

(ديوان المبتدأ والخبر في تاريخ العرب والبربر ومن عاصرهم من ذوي الشأن الأكبر، جلد2، صفحہ203، دار الفكر، بيروت)

النجوم الزاهرۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ میں یوسف بن تغری بردی بن عبد اللہ الظاہری الحنفی (المتوفی 874ھ) لکھتے ہیں "وکان أبو زرعة الرازيّ يقول: بشر بن غياث **زنديق**"

(النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة، جلد2، صفحه228، وزارة الثقافة والإرشاد القومي، دار الكتب، مصر)

تھذیب التھذیب میں ابو الفضل احمد بن علی حجر العسقلانی (المتوفی 852ھ) لکھتے ہیں "كان ابن معين يقول يوسف السمتي **زنديق** وعائذ بن حبيب **زنديق**" (تهذيب التهذيب، جلد5، صفحه88، مطبعة دائرة المعارف النظامية، الهند)

مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان میں ابو محمد عفیف الدین عبد اللہ الیافعی (المتوفی 768ھ) لکھتے ہیں "وفيها توفي الحاكم بأمر الله أبو علي منصور بن العزيز بن نزار بن المعز العبيدي صاحب مصر والشام والحجاز والمغرب، فقد في شوال وله ست وثلاثون سنة. جهزت أخته ست الملك عليه من قتله، وكان **شيطاناً مهيباً خبيث النفس متلون الاعتقاد**"

(مرآة الجنان وعبرة اليقظان في معرفة ما يعتبر من حوادث الزمان، جلد3، صفحه20، دار الكتب العلمية، بيروت)

المعارف میں ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینوری (المتوفی 276ھ) لکھتے ہیں "وكان ابن قتيبة **خبيث اللسان** يقع في حق كبار العلماء" (المعارف، صفحه85، الهيئة المصرية العامة للكتاب، القاهرة)

المعرفۃ والتاریخ میں یعقوب بن سفیان بن جوان الفارسی (المتوفی 277ھ) لکھتے ہیں "بلغني عن ابن معين قال: نوح بن دراج **كذاب خبيث**" (المعرفة والتاريخ، جلد3، صفحه56، مؤسسة الرسالة، بيروت)

المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک میں جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن الجوزی (المتوفی 597ھ) لکھتے ہیں "جرول بن مالك ---وكان **خبيث اللسان** كثير الهجاء" (المنتظم في تاريخ الأمم والملوك، جلد5، صفحه307، دار الكتب العلمية، بيروت)

تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام میں شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذھبی (المتوفی 748ھ) معبد جہنی بصری کے متعلق لکھتے ہیں

"قال مرحوم العطار: حدثني أبي وعمي قالا: سمعنا الحسن يقول: إياكم ومعبدا الجهني، فإنه **ضال مضل**. وقال جرير بن حازم، عن يونس بن عبيد، قال: أدركت الحسن وهو يعيب قول معبد، يقول: هو **ضال مضل**"

(تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، جلد6، صفحه201، دار الكتاب العربي، بيروت)

شذرات الذھب فی أخبار من ذھب میں عبد الحی بن احمد بن محمد الحنبلی (المتوفی 1089ھ) لکھتے ہیں "والجعد هذا من أوّل من نفى الصّفات، وعنه انتشرت مقالة الجهميّة، إذ ممن حذا حذوه في ذلك الجهم بن صفوان، عاملهما الله تعالى بعدله. قال الذّهبيّ في «المغني»: الجعد بن درهم **ضالّ مضلّ**، زعم أن الله تعالى لم يتخذ إبراهيم خليلا"

(شذرات الذهب في أخبار من ذهب، جلد2، صفحه112، دار ابن كثير، بيروت)

میزان الاعتدال فی نقد الرجال میں شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذھبی (المتوفی 748ھ) لکھتے ہیں "عبد الله بن سبأ من **غلاة الزنادقة. ضال مضل**" (ميزان الاعتدال في نقد الرجال، جلد2، صفحه426، دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت)

توضیح المشتبہ فی ضبط اسماء الرواۃ میں محمد بن عبد اللہ الشافعی (المتوفی 842ھ) لکھتے ہیں "لقبہ قشیلۃ **فاسق رافضي**"
(توضیح المشتبہ فی ضبط أسماء الرواۃ وأنسابھم وألقابھم وکناھم، جلد7، صفحہ104، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)
یونہی امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "المنتظم فی تاریخ الامم والملوک" میں مانی اور یونس بن فروہ کو **زندیق** کہا۔ پھر آگے ایک جگہ ان الفاظ کی ہیڈنگ بنائی "أحمد بن یحیی بن إسحاق أبو الحسین الریوندی **الملحد الزندیق**" امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام" میں لکھا" وإسحاق بن محمد بن أبان النخعی الأحمر **الزندیق الإلحادی**" پھر آگے یوں لکھتے ہیں "أبو جعفر بن أبی العزاقر الشلمغانی **الزندیق**" امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ طبری کی ساتویں جلد میں کئی مقامات پر صاحب الزنج کو **فاسق وخبیث** لکھا ہے۔ ایک شخص کے متعلق یوں لکھتے ہیں" جعفر بن أحمد خال ابن **الخبیث الملعون**" ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ "الکامل فی التاریخ" میں لکھتے ہیں" جعفر بن إبراہیم المعروف بالسجان وکان من ثقات **الخبیث**" امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام" میں لکھتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو ان الفاظ کے ساتھ خبیث کہا" قدمت أخبرت أحمد بن حنبل فقال قاتلہ اللہ **الخبیث**"

کتاب "تذکرۂ علمائے ہندوستان" کی شرعی حیثیت

اس کتاب کے متعلق راقم کا یہ مؤقف ہے کہ اس کتاب میں کئی شرعی قباحتیں ہیں جس کی وجہ سے اس کا چھاپنا شرعا جائز نہیں۔ ایسی کتاب اشاعت ، اشاعت فاحشہ ہوتی ہے جس میں کفار، گمراہ و مرتدین کی تعظیم و تعریف ہو۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے جب ہندو دیوتاؤں اور ان کے مذہبی پیشواؤں کے متعلق تعظیمی کلمات چھاپنے کا سوال ہوا تو آپ نے فرمایا:" ایسے اقوال کے قائم ہادی نہیں ہو سکتے بلکہ مضل ہیں یعنی گمراہ کرنے والے اور گمراہی پھیلانے والے اور مسلمانوں کو گمراہی کی طرف بلانے والے، اور جو ایسے اقوال کو شائع کرتے ہیں وہ مسلمانوں میں اشاعت فاحشہ کے محب اور ان قائلوں کی طرح غضب جبار و عذاب قہار کے مستوجب ہیں بزرگان اسلام کے مناقب کو دنت کتھا یعنی بے اصل افسانہ کہنا ہی گمراہی کے لئے کافی تھا مگر کفار کے مذہبی جذبات اور ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا صریح کلمہ کفر ہے۔"
(فتاویٰ رضویہ، جلد14، صفحہ624، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
اس کتاب سے بعض علمائے کرام کے متعلق کچھ معلومات تو مل جائے گی لیکن بدمذہبوں اور مرتدین کا ذکر جس انداز سے کیا گیا ہے اس کا نقصان اہل سنت کو زیادہ ہے کہ گمراہ فرقے اور قادیانی اس کتاب کے حوالے اہل سنت پر بطور حجت پیش کریں گے اور حسام الحرمین کے حوالے سے جس طرح پہلے سازشیں کرتے ہیں اب مزید کریں گے۔

آخری عرض

خوشتر نورانی اور اس کتاب کا دفاع کرنے والے دیگر احباب سے عرض ہے کہ اس مسئلہ کی حساسیت کو سمجھیں اور اسے اپنی "انا" کا مسئلہ نہ بنائیں۔ اس کتاب سے ہونے والے نقصانات کی طرف نظر کریں اور بالخصوص "صلح کلیت" کے مفاسد کو بھی سمجھیں کہ آج سے پہلے بھی کئی مولویوں

نے صلح کلیت کا پرچار کر کے اپنے کیے کرائے پر پانی پھیرا اور اہل سنت میں رخنہ ڈالا ہے۔

خوشتر نورانی صاحب! جس ہستی کے ساتھ آپ کی نسبت ہے اس نے ساری زندگی رد بدمذہب کر کے اہل سنت کا دفاع کیا ہے، آپ اس کے الٹ چل کر اہل سنت پر تنقیدیں کر کے بدمذہبوں کو تقویت نہ دیں۔ اپنے مسلک کے ساتھ وفاداری کریں جس کے صدقے آپ کو یہ سب عزت ملی ہے۔ علمائے اہل سنت آپ کو صلح کلی کہنا شروع ہو چکے ہیں اور جام نور کے طرز عمل پر بھی تنقید کر رہے ہیں۔ دوماہی الرضا میں ڈاکٹر محمد امجد رضا امجد کا مضمون "تحریک ندوہ سے تحریک جام نور تک" کا خلاصہ پیش خدمت ہے: "**جام نور کا حال بھی "ندوہ" سے مختلف نہیں**، وہ بہار کا جھونکا بن کر آیا، بادل بن کر برسا، مگر مقبولیت کے نصف النہار پہ پہنچتے پہنچتے عصبیت، تشکیک، تفسیق اور اپنے ہی لفظوں میں "عدم برداشت، تشدد اور جدال و پیکار" کا شکار ہو گیا۔ کون سوچ سکتا تھا کہ پہلے شمارہ سے ہی علماء و مشائخ، مرید و مرشد، استاذ و شاگرد، امام و مقتدی اور عوام و خواص پہ چھا جانے والا رسالہ ایک دہائی سفر کرتے کرتے "اے آب خاک شو کہ تر آبو نہ ماند" کا مصداق بن جائے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جام نور نے صحافت کے ذریعہ متنوع جہات پہ اپنی خدمات کے گہرے نقوش چھوڑے ہیں، جماعت کی مقتدر شخصیات حضرت سید محمد اشرف میاں، حضرت بحر العلوم، علامہ شبنم کمالی، حضرت سید وجاہت رسول قادری، علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی، علامہ محمد احمد مصباحی، مفتی نظام الدین رضوی، حضرت سید نجیب حیدر قادری، مولانا کوکب نورانی اکاڑوی، پیر زادہ اقبال احمد فاروقی، پروفیسر سید شاہ طلحہ رضوی برق، مفتی عبد الحلیم رضوی، پروفیسر فاروق احمد صدیقی، ڈاکٹر شرر مصباحی، سید اجمل اشرفی، ڈاکٹر شکیل اعظمی، مولانا یسین اختر مصباحی وغیرہ کی حوصلہ افزا تحریریں اس کی واضح مثالیں ہیں جو جام نور کے شماروں میں موجود ہیں۔ مگر چاند میں دھبہ کی مانند کچھ بات تو ایسی ضروری ہوئی جس سے بعض اہل نظر کے دل میں کھٹک کا احساس ہوا، یہ کھٹک خدشہ و تشویش کی راہوں سے گزرتی ہوئی "جرأت اظہار" تک پہنچی اور "ازالہ خدشات" سے مایوسی کے سبب معاملہ "دارالافتاء پہ دستک" تک جا پہنچا۔۔۔ اگست 2015 سے جام نور کے جو شمارے منظر عام پہ آئے ہیں اس کا "جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ" والے جام نور سے کوئی علاقہ نہیں، کہنے کو اس میں فکر و نظر، روبرو، پس منظر و پیش منظر، حالات حاضرہ، تذکار، دیوان عام اور جہان ادب سارے جلووں کی یکجائی ہے مگر اس حسن سولہ سنگار کو محبت بھری نظروں سے دیکھنے والی آنکھیں نہیں ہیں، ایک ایک کر کے سارے وابستگان "ندوہ کی طرح" اس سے علیحدہ ہو گئے، نہ شہزادگان مارہرہ کی شرکت باقی رہی، نہ بزرگان بریلی کی شمولیت، نہ مشائخ کچھوچھہ کا اس سے کوئی علاقہ رہا، نہ علمائے اشرفیہ کا اس سے تعلق۔۔۔ اب جو افراد اس سے وابستہ ہیں (ایک دو کو چھوڑ کر وہ وابستہ کم چمٹائے ہوئے زیادہ ہیں) ان میں غالب اکثریت دو طرح کے افراد کی ہے:

(۱) غیر معروف و مبتدی قلمکار، جو تأمل سے بے نیاز، فکر افراد سے آزاد اور عصبیت کے شکار ہیں۔

(۲) کچھ (کالج اور یونیورسٹی کے) دانشور کہے جانے والے افراد، جن کی شمولیت اکابر علما کی لاتعلقی کا کفارہ نہیں بن سکتی۔

مسئلہ ان کا نہیں جو جان و دل بچا کر کنارہ کش ہو گئے بلکہ ان کی کنارہ کشی کیا پیغام دے رہی ہے اسے سمجھنے اور سمجھانے کا ہے۔

اگست ۲۰۱۵ سے لے کر فروری ۲۰۱۶ تک شائع ہونے والے رسالے کی مشمولات و مندرجات پہ سنجیدگی سے غور کریں تو محسوس ہو گا کہ:

(۱)شروع کے پانچ شماروں(اگست یا دسمبر ۲۰۱۵)میں جماعت اہل سنت کے علما،مفتیان عظام اور طلبہ مدارس اسلامیہ کو ہدف تنقید وتضحیک بناتے ہوئے ساری حدیں پار کر دی گئی ہیں۔

(۲)جنوری ۲۰۱۶ کے شمارہ کو حالی "حیات جاوید" کی طرح کلی طور پر پاک وہند کے معتوب و مغضوب ڈاکٹر طاہر القادری کی مکمل مدح سرائی کا مجموعہ بنادیا گیا اور (۳)فروری کا شمارہ ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کا سودا کرنے والی "ورلڈ صوفی کانفرنس" کی بازار سازہے۔ان میں سے کوئی رخ ایسا نہیں جس کی علمائے اہل سنت اور قول و عمل میں یکسانیت رکھنے والے مشائخ وصوفیہ تحسین کر سکیں۔۔۔۔

ڈاکٹر طاہر القادری کے علاوہ ابن تیمیہ کے حوالے سے بھی جام نور کی نرم روی اس کے صلح کلیت کا غمازہے۔۔۔۔ آج یہی جام نور بالواسطہ و بلاواسطہ ابن تیمیہ کو شیخ محسن، مصلح، متورع، مجتہد، متقی، صوفی، صاحب روحانیت، متبع سنت اور کیا کیا بنانے پر آمادہ ہے، آپ یہ کہہ کر جان نہیں چھڑا سکتے کہ یہ ساری باتیں جام نور میں نہیں، جام نور کی "مفتخر و مقتدر" ٹیم کے تو ہیں، جسے آپ جام نور کی دس سالہ خدمات کا حاصل سمجھتے ہیں۔بیچارے اسٹیج کے "گویا" اور "مداری" پر تو آپ کا تیشہ اصلاح خوب چلا، مگر جس فکر و نظر کے اظہار سے عقیدے میں فتور اور صلح کلیت کی راہ ہموار ہو رہی ہے وہاں خاموشی ہی نہیں جرأت مندانہ حمایت "ہیں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ "نہیں تو اور کیا ہے ؟"

(دوماہی الرضا،انٹرنیشنل،پٹنہ،صفحہ 6۔۔۔،مارچ اپریل ۲۰۱۶ء)

گزارش ہے کہ آپ اس بارے میں غور و فکر کریں۔بد مذہبوں کو خوش کرنے کے چکر میں اپنے اہل سنت محبین کے عقیدے پلپلے نہ کریں،انہی جیالوں نے آپ کا مزار بنا کر ہر سال عرس منانا ہے،اس لیے اور کچھ نہیں تو ان کو صحیح راہ پر تو چلا جائیں۔ صلح کلیت کوئی بہت بڑا کارنامہ نہیں بلکہ صلح کلی کا حال دھوبی کے کتے کی طرح ہوتا ہے جو نہ گھر کا رہتا ہے نہ گھاٹ کا۔وقتی طور پر چاپلوسی کرنے والے یہی باور کرواتے ہیں کہ آپ مجددانہ کام کر رہے ،اتحاد امت کے داعی ہیں لیکن کچھ عرصہ بعد سوائے ذلت کے کچھ ہاتھ نہیں آتا، عام طور پر بد مذہبوں کی اصلاح نہیں ہوتی،البتہ اہل سنت کا خوب نقصان ہو جاتا ہے۔ صلح کلی کے محب ساری زندگی اپنے قائد کی اندھی تقلید میں اس کی گمراہ کن عبارتوں کی تاویلاتِ باطلہ کرتے ہیں۔

ناشر مقصود بھائی سے بھی عرض ہے کہ اپنے تھوڑے نقصان کو مد نظر رکھ کہ اس کتاب کا دفاع کرتے ہوئے علمائے اہل سنت سے بدظن نہ ہوں۔چند پیسوں کے لیے اپنی آخرت خراب نہ کریں۔ امید ہے کہ آپ اس بارے میں غور کریں گے۔ اللہ عزوجل ہم سب کے عقائد کی حفاظت فرمائے اور اہل سنت وجماعت کے عقیدے پر موت نصیب کرے۔ آمین۔